اسلامی تنظیموں کے ذریعے سرانجام دیا جا رہا ہے۔ یہ بھی بالکل جائز ہے اس لیے کہ اسلامی حکومت کے بیت المال اور پرائیویٹ انجمنیں تنخواہیں دے کر وہی فرض ادا کر رہی ہیں جو اُن پر عائد ہے۔

۳۔ تعلیم حاصل کرنے والوں سے معاوضے لے کر انھیں تعلیم دینا، صورت اختلافی ہے۔ امام شافعیؒ کے نزدیک یہ جائز ہے اس لیے کہ یہ فرض کفایہ ہے، فرض عین نہیں ہے۔ ایک آدمی پر یہ بات تو فرض ہے کہ وہ تعلیم دے لیکن وہ مخصوص افراد اور مخصوص ادارے میں کام کرنے کا پابند نہیں ہے۔ اس لیے وہ مخصوص ادارے اور مسجد میں کام کرنے پر اجرت لے سکتا ہے۔ امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک دینی تعلیم، اذان اور امامت پر اجرت جائز نہیں لیکن متاخرین نے زمانے کے حالات بدلنے اور بیت المال کی طرف سے اس کا اہتمام نہ ہونے پر اس صورت کو بھی جائز قرار دے دیا۔ یہ اس سبب سے بھی کیا گیا کہ دینی تعلیم اور خدمات کا نظام ایسی صورت میں بند ہو جائے گا جب کارکنوں کے لیے یہ روزگار کا ذریعہ نہ ہو۔ اس لیے کہ عملاً ایسا نہیں ہو سکتا کہ لوگ اپنا ذریعہ معاش کسی اور چیز کو بنائیں اور تعلیم اور دینی خدمات رضاکارانہ طور پر سرانجام دیں (ہدایہ، کتاب الاجارۃ، ص ۳۰۳، عون المعبود، کتاب الاجارۃ، باب کسب المعلم، ص ۷۶، سنن ابن ماجہ، باب الاجر علیٰ تعلم القرآن، ص ۱۵۶) (ع - م)۔

قرض کی ادائیگی موجودہ یا پرانی قیمت پر

س: میرے والد مرحوم نے سعودی عرب میں بعض احباب سے سعودی ریال قرض لیے۔ پھر پاکستان واپس آگئے۔ چونکہ سعودی عرب جا کے کما کر یہ قرض ادا کرنا ممکن نہ تھا، لہٰذا والد صاحب نے اپنے تئیں یہ رقم پاکستانی روپوں میں ادا کرنے کا فیصلہ کیا۔ اس وقت ریال کی قیمت ۷ روپے تھی، اب ۱۴ روپے فی ریال ہے۔ کیا والد صاحب کی وفات کے بعد اب ہم ریال کی پرانی قیمت کے مطابق قرض ادا کریں؟ یا ریال کی موجودہ قیمت کے مطابق پاکستانی روپوں میں قرض ادا کیا جائے گا۔ قرآن و سنت کی روشنی میں جواب مرحمت فرمائیں۔

ج: یہ معلوم کر کے خوشی ہوئی کہ آپ والد صاحب کے ذمہ عائد قرضوں کو اتارنے کی فکر میں ہیں۔ حقوق العباد کی ادائیگی انتہائی ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فیصلہ فرمایا ہوا ہے کہ حق داروں کے حقوق دنیا میں ادا نہ کیے گئے تو وہ انھیں آخرت میں دلوا کر چھوڑے گا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کے دفاتر میں تین طرح کی چیزیں ہیں۔ ایک، وہ جن کو اللہ تعالیٰ نہیں بخشے گا، وہ شرک اور کفر ہیں۔ دوسرے، وہ جن کو دلائے بغیر نہیں چھوڑے گا، وہ حقوق العباد ہیں۔ تیسرے، وہ ہیں جو اللہ کی مرضی پر ہیں چاہے گا تو بخش دے گا، چاہے گا تو سزا دے گا، یہ حقوق اللہ ہیں (جیسے نماز، روزہ)۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جب کسی کا جنازہ لایا جاتا تھا تو آپ پوچھتے تھے کہ اس کے ذمہ کسی کا قرض تو نہیں۔ اگر جواب ملتا کہ قرض ہے' تو آپ اس کا جنازہ نہیں پڑھتے تھے۔ فرماتے تھے تم اس کا جنازہ پڑھ لو۔ اگر کوئی شخص اس کا قرض اپنے ذمہ لے لیتا' تو پھر آپؐ اس کی نماز جنازہ پڑھا دیتے۔ یہ اس وقت کی بات ہے جب بیت المال میں سے اس طرح کے قرضوں کی ادائیگی کی گنجایش نہیں تھی' لیکن جب بیت المال مضبوط ہو گیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح کے قرضوں کو بیت المال سے ادا فرماتے تھے اور اس کے بعد نماز جنازہ پڑھاتے تھے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: من ترکَ مالاً فلورثته ومن ترکَ دیناً فعلیَّ' جس نے مال چھوڑا تو وہ اس کے وارثوں کو ملے گا اور جس نے قرض چھوڑا تو وہ میرے ذمہ ہے۔ جو لوگ اس حال میں فوت ہو جائیں کہ ان کا ترکہ ان کے قرضے کی ادائیگی کے لیے کافی نہ ہو تو اسلامی حکومت بیت المال سے ان قرضوں کو ادا کرے گی۔ جس طرح جملہ حاجت مند' فقرا' مساکین' یتامیٰ اور بے اولادوں کی کفالت بھی ایسی صورت میں حکومت کے ذمے ہے' جب کہ ان کے سرپرست یا قرابت دار ان کی کفالت نہ کر سکتے ہوں۔

الحمدللہ آپ اس قابل ہیں کہ اپنے والد صاحب کا قرض ادا کر سکتے ہیں اور اپنے والد کے قرضوں کو اتارنا چاہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آپ کے سوال کا جواب یہ ہے کہ قرض میں' قرض کی مثل چیز واپس کی جاتی ہے۔ واپسی کے وقت دیکھا جاتا ہے کہ کیا چیز قرض میں تھی۔ جو چیز بطور قرض لی ہو' واپسی کے وقت اس کی مثل واپس کرنا پڑتی ہے۔ آپ کے والد صاحب نے ریال لیے تھے لہٰذا جس وقت آپ رقم واپس کریں تو ریال واپس کریں' یا ریالوں کی پاکستانی سکہ میں اتنی مقدار واپس کریں جتنی مقدار قرض میں لیے گئے ریالوں کی اب بنتی ہے۔ مذکورہ طریقے کے مطابق پاکستانی سکہ میں واپسی قرض خواہوں یا ان کے ورثا کی رضامندی کے ساتھ مشروط ہے۔ اگر وہ پاکستانی سکہ کے بجائے ریال طلب کریں تو انھیں ریال ہی واپس کرنے ہوں گے۔ اگر ریال نہ مل سکتے ہوں تو پھر اتنے ریالوں کی مالیت کے پاکستانی روپے لینے کے حق دار ہوں گے۔ واللہ اعلم بالصواب! (ع - م)۔

عہد حاضر میں جہاد کی نوعیت

س: موجودہ دور میں کفر کے ساتھ جنگ یعنی جہاد بالسیف کی کیا حیثیت ہے؟ کیا یہ ہر مسلمان پر فرض ہے؟ کیا جہاد اور قتال میں فرق ہے؟ کیا یہ بات مبنی بر حقیقت ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صرف غزوہ تبوک کے موقع پر ہر فرد کے لیے نکلنا لازمی قرار دیا تھا؟ کیا عام حالات میں قتال فرض کفایہ ہے؟ کیا مقبوضہ کشمیر کا جہاد "جہاد فی سبیل اللہ" ہے یا جہاد حریت ہے؟